11182/ 24

①

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی کو دو سال ہو گئے ہیں میرے شوہر شادی کے بعد کوئی کام نہیں کرتے تھے میں اپنی والدہ کے گھر رہتی رہی ایک بچی ہو گئی میرے شوہر سے جب میں خرچہ مانگی تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیتا ہے میری والدہ ہی میری اور میری بچی کا خرچہ اُٹھاتی رہی۔ میرے شوہر دو سال کے عرصے میں مجھے کئی مرتبہ چھوڑ کر جا چکا ہے کئی پنچائتیں ہوئی لیکن وہ باز نہ آیا میرے گھر والوں نے بہت سمجھایا لیکن وہ باز نہیں آیا اب آٹھ ماہ سے مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے اب میں اُس سے خلع لینا چاہتی ہوں اب تک نہ کوئی خرچہ دیا اور نہ کوئی رابطہ کیا اب میں اُس کے ساتھ بالکل بھی نہیں رہنا چاہتی۔

اب براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے کوئی حل بتائیں؟

ثمینہ زوجہ رئیس — Samina

مکان نمبر 160، لاسٹاری پاڑہ علی اکبر شاہ گوٹھ ابراھیم حیدری۔

فون نمبر: 03160261063

دار الافتاء
فتوی نمبر ٦٠١٩٨٤

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًاومصليًا

سوال میں ذکر کردہ صورت اگر واقعۃً درست ہے تو آپ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کریں، اگر وہ طلاق نہ دے تو آپ اس سے یہ کہیں کہ مہر کے بدلے مجھے خلع دیدو، اگر خلع بھی نہ دے تو آپ اپنا مقدمہ مسلمان جج کی عدالت میں پیش کریں۔ اور جج کے سامنے گواہوں کے ذریعے اپنا نکاح اس شوہر سے ثابت کریں اور یہ بات بھی ثابت کریں کہ وہ باوجود استطاعت کے مجھے خرچہ اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ ہی مجھے اپنے ساتھ رکھتا ہے، اس کے بعد عدالت اسے حاضر ہونے کا نوٹس دے، اگر وہ عدالت میں آجائے تو جج اس سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو، یا اسے طلاق / خلع دو، ورنہ ہم تم دونوں کے درمیان تفریق (جدائی) کردیں گے، پھر اگر وہ نہ حقوق ادا کرے اور نہ طلاق دے، نہ خلع دے تو مسلم جج اسی وقت بیوی پر طلاق واقع کرکے تفریق (جدائی) کردے۔

اور اگر وہ عدالت کے باربار نوٹس اور سمن جاری کرنے کے باوجود عدالت میں حاضر نہ ہو تو عدالت آپ کے گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر نکاح کو فسخ (ختم) کرنے کا فیصلہ جاری کردے۔ فسخِ نکاح کے بعد آپ عدت گزار کر کسی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہیں۔

واضح رہے کہ عدالت میں درخواست برائے فسخِ نکاح، نان ونفقہ نہ دینے کی بنیاد پر دیں، اور جج بھی اسی بنیاد پر فیصلہ کرے۔ "خلع" کا طریقہ کار نہ اختیار کریں؛ کیوں کہ خلع کے لیے شوہر کا راضی ہونا ضروری ہے اور یک طرفہ خلع شرعاً معتبر نہیں۔ مزید تفصیل کے لئے منسلکہ فتویٰ "زوجہ متعنت" ملاحظہ فرمائیں۔

البحر الرائق – (٣ / ٢٥٥)

ويكون واجبا إذا فات الإمســـاك بالمعروف كما في امرأة المجبوب والعنين بعد الطلب ولذا قالوا إذا فاته الإمســـاك بالمعروف ناب القاضـــي منابه فوجب التسريح بالإحسان۔

الشرح الكبير للشيخ الدردير وحاشية الدسوقي (٢ / ٣٤٥):

(ولها) أي للزوجة (التطليق) على الزوج (بالضـــرر) وهو ما لا يجوز شـــرعا كهجرها بلا موجب شرعي وضربها كذلك وسبها وسب أبيها

دار الافتاء

الجوهرة النيرة – (٤ / ٢١٧)

قال رحمه الله (إذا تشـاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن تفتدي نفسها منه بمال يخلعها به) المشاقة المخالفة والتباعد عن الحق وهو أن يكون كل واحد منهما في شـق على حدة ولم يدر من أيهما جاء النشـوز وحدود الله ما يلزمهما من موجب النكاح وهو ما فرضـه الله للزوج عليها ولها عليه وإنما شرط التشاقق ؛ لأنه إذا لم يكن منها نشوز وكان ذلك منه كره له أن يأخذ منها شيئا

وفی الحیلة الناجزة ص:۷۳:

"اور صورت تفریق کی یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ سے پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعوی صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جاوے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے اس کے بعد بھی وہ ظالم اگر کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعا جو اس کے قائم مقام ہو طلاق واقع کر دے اس صورت میں کسی مدت وانتظار کی باتفاقِ مالکیہ ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح
احقر محمد اشرف غفراللہ لہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۲/ ربیع الثانی/ ۱۴۳۹ھ
10/ جنوری/ 2018ء

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۳/۴/۱۴۳۹ھ

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہٗ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۲/ ربیع الثانی/ ۱۴۳۹ھ
10/ جنوری/ 2018ء

(مہر: مفتی ... دارالعلوم کراچی)

(مہر: دارالافتاء ... دارالعلوم کراچی)

الجواب صحیح
بندہ ابراہیم عیسٰی
۲۳-۴-۱۴۳۹ھ